اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ایک آنہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵ | مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۵ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی گو رو بصحت ہے مگر ضعف کی وجہ سے بعض عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کل (۱۲ جولائی) شام کے وقت متلی اور دل کی گھبراہٹ کا دورہ اسقدر ہو گیا کہ لیٹنا بھی مشکل معلوم دیتا تھا۔ اسوجہ سے اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں تھک کر لیٹ گئے اور ذرا لیٹے لگے۔ اس طرح کا ضعف دل دورہ معلوم دیتا ہے جیسا کہ ۱۹۱۸ء میں ہوا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تکلیف سے قریباً گھنٹہ بعد آرام آگیا۔ آج (۱۳ جولائی) صبح کے وقت طبیعت اچھی پائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کمزوری کو جلد دور فرمائے۔ (۲) عزیزہ امۃ الحکیم بنت حضرت خلیفۃ المسیح کو دو دن سے بخار اور درد شکم کی تکلیف ہے۔ احباب اس چھوٹی سی بچی کے لئے دعائے صحت کریں۔ (۳) جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب کے عہدہ ناظر اعلیٰ کا چارج لینے پر جناب خان ذوالفقار علیخان صاحب اب اپنے اصلی عہدہ نائب ناظر اعلیٰ کی خدمات سرانجام دینگے۔ (۴) جناب مفتی محمد صادق صاحب ۱۳ جولائی پٹیالہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ سنور میں آپکی تین تقریریں ہوئیں۔ ایک شخص نے بیعت کی۔ پٹیالہ میں بھی ایک لیکچر ہوا (۵) اتوار بتاریخ ۱۱ جولائی ایک گھنٹہ کے قریب خوب زور کی بارش ہوئی۔

گورداسپور تا بوٹاری کی ریلوے لائن

بٹالہ تا سری گوبند پور

حال میں ریلوے بورڈ نے پنجاب میں بعض برانچ لائنوں کی پیمائش کی منظوری دی ہے جنمیں سے ایک لائن گورداسپور تا بوٹاری بھی ہے جس کے متعلق امید ہے کہ قادیان کے قریب گذریگی۔ اور اس طرح انشاء اللہ وہ تکلیف دور ہو جائیگی۔ جو ہر سال کثیر التعداد زائرین قادیان کو قادیان تک ریلوے لائن نہ ہونے کی وجہ سے برداشت کرنا پڑتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی برکت سے چونکہ قادیان کی شہرت دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اسوقت قادیان کو ایک مقدس مذہبی مقام یقین کرنے والے انسانوں کی تعداد لاکھوں تک ہے۔ اس لئے سالانہ اجتماع پر دور دراز سے ہزاروں انسانوں کی آمد کے علاوہ تمام سال ہی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس کثرت سے جاری رہتا ہے کہ جتنا ریلوے لائن سے اسقدر دور پنجاب کے کسی اور مقام پر قطعاً نہیں ہے۔ امید ہے۔ ریلوے بورڈ اسبات کو مدنظر رکھ کر سب سے پہلے اسی لائن کو تیار کرنے کی کوشش کرے گا۔

اخبار احمدیہ

علاقہ سندھ میں تبلیغ

کچھ عرصہ ہوا - ایک گاؤں میں خاکسار بمع اپنے نائب کے جب تبلیغ کے لئے گیا - تو وہاں کے لوگوں نے اسقدر مخالفت کی کہ اونٹ سے ہمیں اُترنے ہی نہ دیتے - اور کہتے - دوسری جگہ جاکر وعظ سناؤ - ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں - مگر ہم اُتر پڑے اور مسجد میں جاکر بیٹھ گئے - جب کچھ لوگ نماز کے لئے آئے تو میں نے وعظ شروع کر دیا - جس میں یہ بھی ذکر تھا کہ ہم صرف یہ کہتے ہیں - کہ حیات النبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - دوسرے تمام پیغمبر فوت ہو گئے ہیں - چاہے موسیٰ ہوں یا عیسےٰؑ - مگر عیسائی کہتے ہیں - ہمارا یسوع مسیح جس کو مسلمان حضرت عیسیٰؑ کہتے ہیں - زندہ آسمان پر موجود ہے وہ حیات النبی ہے - چونکہ مولوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت شدہ اور حضرت عیسےٰؑ کو حیات النبی کہتے ہیں اس لئے ہم ان کی مخالفت کرتے ہیں - اب تم فیصلہ کر لو - کہ حیات النبی کس کو کہیں - اس سے قدرے ان کی وحشت دور ہوئی - اور رفتہ رفتہ اتنا اثر ہوا - کہ اب وہاں ہماری بفضلہ تعالیٰ چھوٹی سی جماعت بنگئی ہے - جس کے ایک ممبر کی جو صرف سادہ قرآن شریف پڑھا ہوا ہے - ایک بڑے مولوی صاحب غیر احمدی سے ایک مجلس میں وفات مسیحؑ پر گفتگو ہوئی - پہلے تو مولوی صاحب نے اس کو بے علم سمجھکر سلسلہ گفتگو شروع کر دیا - مگر جب اس نے آیت فلما توفیتنی اور قد خلت من قبلہ الرسل وغیرہ آیات سے وفات مسیح ثابت کی - تو مولوی صاحب شرمندہ ہو گئے - اور کہنے لگے امام مہدی علیہ السلام تو سادات میں سے ہونا تھا - اسپر اس احمدی دوست نے کہا کسی قوم اور ملک کی خصوصیت بغیر آپ مدعی کے کام کو دیکھیں - اس کی جماعت ہدایت یافتہ ہے - اور لوگوں کو ہدایت کی طرف بلا رہی ہے یا نہ - اور غور کرو - تو معلوم ہو جاتا ہے - کہ قرآن حدیث بلکہ اقوال بزرگان بھی یہی زمانہ امام آخر الزمان بتلاتے ہیں - چنانچہ محسن شاہ صاحب مرحوم (کھونگی سکھر سندھ میں بڑے بزرگ ہو گذرے ہیں) نے فرمایا تھا - جب لوہا لوہے پر چلکر میرے گاؤں میں ٹھہریگا - تب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو گا - سندھی الفاظ محسن شاہ صاحب مرحوم کے یہ ہیں - لوھو لوھے ستے جڈھں ھلی سو نیھی گوٹ اچی بیھندو تڈاں امام مھدی جو ظھور تھیندو -

اب دیکھو - کھونگی میں گاڑیاں آکر ٹھہرتی ہیں - یہ کیسا صاف اور بین نشان تھا - جو پورا ہوا ہے - اس بات کا حاضرین پر بہت گہرا اثر ہوا - کیونکہ اس علاقہ میں یہ بڑی علامت سمجھی گئی تھی - میرے خیال میں ہر ملک کے جو علامات مشہور اور عوام الناس کی زبان پر ہیں انکو بیان کرنا زیادہ موزون ہے -

خاکسار بقاپوری امیر تبلیغ سندھ

قابل تقلید نمونہ

موسم سرما میں سید محمد علی شاہ صاحب انسپکٹر حلقہ ضلع ہوشیار پور و جالندھر جب دورہ کرتے ہوئے جماعت بھگلانہ میں پہنچے تو زمیندار احباب بھگلانہ نے ایک بجٹ اُن کو پُر کر کے دیا تھا جس میں فصل ربیع ایستادہ کا اندازہ تھا - یہ اندازہ بھی ان کی گذشتہ سال کی وصولی کے لحاظ سے کچھ کم نہ تھا - لیکن فصل کے کٹ جانے پر جب سید صاحب وہاں وصولی کے لئے گئے تو ان کو معلوم ہوا کہ ایستادہ فصل کے اندازہ سے غلہ زیادہ برآمد ہوا ہے - اسپر انہوں نے کہا - اب آپکو اپنا چندہ عام و خاص برآمد شدہ غلہ پر ادا کرنا چاہیئے - یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے آپ لوگوں کے اندازہ سے زیادہ غلہ دیا ہے چنانچہ زمیندار احباب بھگلانہ نے چندہ عام و خاص مطابق شرح ایستادہ فصل کے اندازہ پر نہیں بلکہ برآمد شدہ کے حساب سے باقاعدہ دیا - اور چودہری غلام غوث محمد خان صاحب نے اپنا چندہ خاص پچاس فی صدی کے حساب سے دیا جزاہم اللہ احسن الجزاء -

مجھے زمیندار احباب سے بتاکید عرض کرنا ہے کہ ماہ جولائی کے اندر اندر چندہ خاص و عام فصل ربیع کا خزانہ میں داخل ہو جانا چاہیئے - عہدہ داران جماعت ہائے جہاں غلہ برآمد شدہ پر باقاعدہ اور باشرح چندہ لیں وہاں اس بات کو خاص طور پر یاد رکھیں - کہ روپیہ اس ماہ یعنی جولائی کے اندر قادیان آجائے - اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے - کہ جماعت کریام ضلع جالندھر نے اپنا چندہ عام و خاص وغیرہ باقاعدہ اور باشرح جون میں ہی داخل کر دیا ہے - پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ دوسرے احباب جولائی میں بھی داخل نہ کر سکیں -

عبد المغنی - ناظر بیت المال - قادیان

سکھوں سے مباحثہ

بتاریخ ۳ر جولائی بمقام لدھے والی ضلع شیخو پور میں بھائی شام سنگھ گرنتھی اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے کے مابین گورو نانک جی کے مذہب پر مباحثہ ہوا - ماسٹر صاحب موصوف نے گورو نانک جی کے مسلمان ہونے پر گرنتھ صاحب جنم ساکھی اور واراں بھائی گورداس جی سے ۱۴ ثبوت دئے - شام سنگھ جی نے صرف ایک ثبوت پر جرح کی - اور جنم ساکھی سے غیر متعلق باتیں سنا کر گورو صاحب کی کرامات کا ذکر کیا اور گرنتھ صاحب کے مدلل حوالجات کو سکوت سے گویا تسلیم کر لیا ان کو اعتراضات کا جواب دیا گیا - پبلک پر اچھا اثر ہوا -

شمالی بنگال کی احمدیہ کانفرنس

شمالی بنگال کی احمدیہ کانفرنس ۱۸ر و ۱۹ر جولائی ۱۹۲۶ء کو بیپے کوبا ضلع جپلگوری میں منعقد ہو گی - کانفرنس کلیتہً مذہبی ہو گی - عام پبلک کو شمولیت کی دعوت دی جائیگی - خاکسار احمد علی پرودہان سکرٹری

قبول اسلام

۹ر جولائی ۱۹۲۶ء - بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں مہاشہ دیہرم بیر متعلم دیانند اینگلو سنسکرت ہائی سکول لاہور نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا - مہاشہ موصوف پیدائشی مسلمان ہیں - اور ان کا اسلامی نام سید غلام احمد صاحب پسر سید فتح محمد شاہ ہے - اور احسان پور تحصیل کوٹ آدو ضلع مظفر گڑھ کے رہنے والے ہیں - عمر ۱۷ سال ہے - مکرر اسلامی نام غلام احمد ہی رکھا گیا - اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے -

خاکسار سید دلاور شاہ - سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لاہور

درخواست دُعا

میں قریبًا ڈیڑھ ماہ سے ٹخنے کے قریب پھوڑا نکلنے کی وجہ سے صاحب فراش ہوں - اور اس وقت تک گھر پر ہی اخبار کا کام کرتا ہوں چونکہ زخم کی حالت ابھی تک بہت خراب ہے - اس لئے احباب کرام خاص طور پر دعا فرمائیں - کہ خدا تعالیٰ مجھے اس تکلیف سے نجات بخشے -

خاکسار غلام نبی ایڈیٹر الفضل -

(۲) ملک محمد اسمٰعیل صاحب لنڈن سے بذریعہ تار درخواست کرتے ہیں - کہ احباب امتحان میں ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ٭

ولادت

برادر میاں عبد العزیز صاحب قوم احمدی ساکن موضع جلال پور ضلع شاہ پور کے گھر ۲۲ر جون کو لڑکا پیدا ہوا ہے - جس کا نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے عبد السمیع رکھا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر دے - اور اپنا پیارا اور دین کا سچا خادم بنائے - آمین - خاکسار محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان -

(۲) اللہ پاک نے محض اپنے فضل و کرم سے ماسٹر محمد ابراہیم صاحب احمدی لنگانہ صاحب کو ایک فرزند عطا فرمایا ہے - احباب مولود مسعود کی درازیٔ عمر نیک اور خادم سلسلہ ہونے کی دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں - محمد عبد اللہ منور ضلع راولپنڈی

شکریہ

میری لڑکی خدا کے فضل اور احباب جماعت کی دعاؤں سے بالکل اچھی ہو گئی ہے لہذا جن دوستوں نے میری لڑکی کے لئے دعا کی تھی - ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں - مرزا مہتاب بیگ از قادیان ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۶ر جولائی ۱۹۲۶ء

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق

امام جماعت احمدیہ کے ارشادات

(نمبر ۲)

ہندو مسلمانوں کے فسادات سے ایک خاص نتیجہ جو اخذ کیا جا رہا ہے۔ اور جسپر ہندو مسلمان دونوں متفق نظر آتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ ان فسادات میں در پردہ گورنمنٹ کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اور گورنمنٹ کے کارندے ہندو مسلمانوں کو آپس میں لڑا رہے ہیں۔ اس کے متعلق ان کے پاس کوئی ظاہری ثبوت نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ایسی پختہ دلیل ہے۔ جس کی بناء پر وہ یہ بات ثابت کر سکیں۔ لیکن باوجود اسکے وہ اسپر بہت زور دے رہے ہیں۔ جس کی وجہ گورنمنٹ کے متعلق ان کا اپنا رویہ اور طرز عمل ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ چونکہ ہندو مسلم اتحاد اس غرض کے لئے کیا جاتا ہے۔ کہ اس طرح گورنمنٹ کو پریشان کیا جائے۔ اس کے انتظام کو درہم برہم کیا جائے۔ اور اس کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں۔ تو ضروری ہے کہ گورنمنٹ ایسے اتحاد کے خلاف کوشش کرے۔ اور اسے قائم نہ رہنے دے ٭

بہرحال آج کل فرقہ وارانہ فسادات میں گورنمنٹ کا ہاتھ ہے یا نہیں۔ ہندو مسلمان گورنمنٹ کے متعلق اپنے اس رویہ کی وجہ سے جو ہندو مسلم اتحاد کے عروج میں رہا۔ فطرتاً یہ قیاس کرنے پر مجبور ہیں کہ اتحاد شکنی میں کسی ایسی طاقت کی کوشش ضرور شامل ہے۔ جس کے لئے ہندو مسلم اتحاد وجہ پریشانی بن چکا۔ اور آئندہ بھی بن سکتا ہے۔ اور یہ ایسی اہم بات ہے۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں قطعاً نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ لیکن حیرت کا مقام ہے۔ کہ اتحاد کے حامی ہندو مسلمان یہ کہتے ہوئے تو تھکتے نہیں۔ کہ گورنمنٹ ہندو مسلم اتحاد میں رخنہ اندازی کر رہی ہے۔ اور اسے قائم نہیں ہونے دیتی۔ لیکن یہ نہیں سوچتے۔ کہ جب تک گورنمنٹ کو بھی ایک فریق سمجھکر اتحاد میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اتحاد کو اسکی تخریب کا ذریعہ بنایا جائے گا اس وقت تک وہ کیوں کر توقع رکھ سکتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ اس قسم کے اتحاد کے مقابلہ میں خاموش بیٹھی رہے گی۔ اس امر پر غور کرنا ہندو مسلم اتحاد کے لئے نہایت ہی اہم اور ضروری ہے۔ اور اتنا ضروری ہے۔ کہ اسے نظر انداز کر کے اتحاد قائم کرنا ناممکن ہے۔ اس کے متعلق آج سے بہت عرصہ قبل اور سب سے پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ وضاحت کے ساتھ ہندو مسلمانوں کو توجہ دلا چکے ہیں۔ چنانچہ حضور نے اپنی بریڈلا ہال لاہور والی تقریر میں یہ بیان فرماتے ہوئے۔ کہ ہندو مسلمانوں میں صلح کیونکر ہو سکتی ہے۔ فرمایا:۔

"اول یہ کہ صلح تب تک نہیں ہو سکتی۔ جب تک سب سے نہ ہو۔ اگر صلح سے مراد کوئی منصوبہ ہے۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ اگر حقیقت میں صلح کرنے کی خواہش ہے تو سب فرقوں سے صلح ہونی چاہیئے۔ اور ان فرقوں میں میں گورنمنٹ کو بھی شامل کرتا ہوں۔ اب گورنمنٹ انگریزی ہمارے ملک کا ایک جزو ہے۔ اس کو علیحدہ کر کے یہ سمجھنا کہ صلح قائم رہ سکے گی۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب یہ کوشش کی جائے گی۔ کہ کسی فرقہ کو علیحدہ کر کے صلح کی جائے۔ تو وہ فرقہ اپنا سارا زور اس صلح کے توڑنے میں صرف کر دیگا۔ پس اس وقت تک صلح قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک سب کی صلح نہ ہو۔ اور جب تک گورنمنٹ بھی اس میں شامل نہ ہو"

اسی سلسلہ میں آپ نے فرمایا:۔

"انگریز بھی چونکہ انسان ہیں۔ اس لئے وہ بھی غلطیاں کرتے ہیں۔ مگر وہ چونکہ ہمارے ملک کا حصہ ہیں۔ اس لئے ایسے طور پر اپنے حقوق قائم کرنے چاہیئں۔ کہ ان کو علیحدہ نہ کریں۔ اور اگر ان کو علیحدہ کر دینگے تو وہ اس اتحاد کو توڑنے کی کوشش کرینگے۔ جو ان کے خلاف کیا جائے گا۔ پھر اس سے یہ خطرناک نتیجہ پیدا ہو گا کہ بد امنی پیدا ہو گی"

یہ ایک ایسا اہم اور قیمتی مشورہ ہے کہ جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک ہندو مسلمانوں میں کبھی اتحاد نہ قائم ہو گا۔ اور اگر قائم ہو گا۔ تو زیادہ عرصہ نہ ٹھہر سکیگا۔ اس مشورہ کو کوئی گورنمنٹ کی خوشامد پر مبنی سمجھے۔ یا چاپلوسی قرار دے۔ لیکن عقل و فکر سے کام لے کر اتنا تو سوچنا چاہیئے۔ کہ ایک حکومت جب تک اس میں طاقت اور ہمت ہو۔ کس طرح برداشت کر سکتی ہے کہ کوئی ایسا اتحاد قائم رہے۔ جو اس کی تخریب کا باعث ہو۔ کیا جب ہندو مسلمان ملکر اس بات کی کوشش کریں کہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالدیں۔ اور ان کی حکومت کو تباہ کر دیں۔ تو انگریز اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے ہندو مسلمان کے اتحاد کو توڑنے کی سعی نہ کرینگے۔ اگر کرینگے۔ تو آگے نتیجہ خود سوچ لیجئے کیا نکلیگا۔ حکومت جس کے پاس ایک طرف تو طاقت اور قوت ہے۔ اور دوسری طرف فوائد پہنچانے کے سامان ہیں۔ اس کے لئے دو ایسی قوموں میں اتحاد قائم نہ ہونے دینا کونسی مشکل بات ہے۔ جو ہر بات میں اس کی دست نگر ہوں۔ پس ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں کو اس بات پر نہایت عقلمندی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے اس نہایت اہم پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یعنی اتحاد ایسی بنیادوں پر قائم ہونا چاہیئے جن پر گورنمنٹ بھی رضامند ہو سکے۔ اور یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔ جس طرح ہندو مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ کی طرف سے خطرہ سے محفوظ رہیں۔ اسی طرح گورنمنٹ کو بھی ضرورت ہے، کہ اہل ملک کی رضامندی حاصل کرے۔ تا ملک میں امن قائم رہے۔ پس اگر معقول شرائط پیش ہوں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ گورنمنٹ اتحاد سے علیحدہ رہے ٭

بے عمل مولویوں کی ایک جماعت

جمعیتہ العلماء نے اپنے قیام کے وقت خدمت اسلام اور حفاظت اسلام کے بڑے بڑے دعوے کئے تھے لیکن آج تک جو کچھ اس نے کیا ہے۔ اور اس کی خدمات کا جو اندازہ مسلمانوں نے لگایا ہے۔ اس کے متعلق ہم سے کچھ نہ پوچھیئے۔ خود جمعیتہ العلماء کے "واحد ترجمان" الجمعیۃ کی زبانی سن لیجئے۔ جو اپنے ۲ر جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس (جمعیتہ العلماء) کو بے عمل مولویوں کی ایک جماعت سمجھتا ہے۔ جس کا کام ان کے نزدیک مسلم لیگ کی طرح ایک سالانہ جلسہ منعقد کرنے سے زیادہ نہیں ہے"

اگر جمعیتہ العلماء نے اسلام کی کوئی خدمت کی ہوتی تو آج اسے اپنے متعلق اس تلخ رائے کا خود اظہار نہ کرنا پڑتا۔ لیکن جب ان لوگوں کا کام ہی یہ ہو۔ کہ نہ صرف خود اسلام کی خدمت نہ کرینگے۔ بلکہ خدمت کرنے والوں کے لئے مشکلات اور رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ تو کیوں مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ انہیں بے عمل مولویوں کی ایک جماعت نہ کہے۔ خدمت اسلام کی توفیق ملنا حقیقی ایمان پر منحصر ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل کا انکار کرنیوالوں کو حاصل نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر ہیں۔ خدمت اسلام سے بالکل محروم ہو چکے ہیں ٭

"یہودیوں سے زیادہ قعر ذلت میں"

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے متعلق ایک ایسی پیشگوئی کی تھی۔ جس کی وجہ سے ہر زمانہ کے مسلمانوں کو ترساں و لرزاں رہنا چاہیئے تھا۔ اور اپنے اقوال اور اعمال سے کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ کہ اس غضب آلود پیشگوئی کے مصداق نہ بنیں۔ لیکن افسوس انہوں نے اسکی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور ان کے متعلق مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں پیشتر جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ نوشتہ پورا ہو کر رہا۔ آپ نے فرمایا تھا۔ ایک وقت آئے گا جب میری اُمّت یہود کی مانند ہو جائیگی۔ اور جو کچھ یہود کر کے قعر مذلت میں پڑے تھے۔ وہی کچھ یہ کریگی۔

اب دیکھ لو مسلمان کہلانے والوں کی کیا حالت ہے، ان کے اقوال اور اعمال سب کے سب یہودیوں کے مشابہ ہو چکے ہیں۔ اور وہ اپنے مونہوں سے اقرار کر رہے ہیں کہ وہ نہ صرف یہود کے مشابہ ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ قعر مذلت میں گر چکے ہیں۔ چنانچہ زمیندار (۲ جولائی) رقمطراز ہے:۔

"مسلمانوں نے خدا کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ اور مسلمانوں کی اجتماعی قوتیں برباد ہو گئیں ذالک بما کسبت ایدیکم۔ اب یہ نوبت پہنچی۔ کہ روئے زمین پر یہودیوں سے زیادہ قعر ذلت میں ہیں۔ مگر وہ ان نافرمانیوں کے دور کرنے کا خیال نہیں کرتے اور خدائی قسم کھانے سے یہ نہیں ڈرتے۔ مگر قرآن شریف یا کسی ولی یا قبر کی قسم کھانے سے خوف کرتے ہیں۔ ان نافرمانیوں کا نتیجہ ہے۔ کہ ایک بت پرست ہندو قوم نے محمود کے صرف چالیس ہزار آدمیوں نے فتح کیا تھا۔ خدا نے اس کے غلام بنا دیا۔ جس کی وجہ سے اب ان کو پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ اور مذہبی احکام کی تعمیل سے عاجز ہو رہے ہیں۔ اور خدا کا وہ وعیدی حکم جو یہود کے لئے تھا۔ اب ان پر چسپاں ہو گیا ہے کہ ان پر خدا کی طرف سے ذلت و رسوائی و افلاس کی لعنت نازل ہو گی۔ اور ہر جگہ ذلیل ہونگے"

یہ تو تمام مسلمانوں کو تسلیم ہے۔ کہ یہود پر جب ذلت اور ادبار آیا۔ تو حضرت مسیح کے انکار کے بعد آیا۔ ورنہ وہ بھی پہلے خدا تعالیٰ کی محبوب اور پیاری قوم تھی۔ اب قابل غور بات یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی بھی جب یہود کی سی حالت ہو گئی۔ بلکہ ان سے بدتر۔ تو کیا خدا تعالیٰ نے یونہی "ذلت و رسوائی و افلاس کی لعنت" نازل کر دی ہے۔ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے بھی ایک مسیح کو بھیجا اور اس مسیح کو بھیجا۔ جس کی آمد کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ اسی کے انکار کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان اس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ اور دن بدن زیادہ رسوا اور ذلیل ہو رہے ہیں۔

چونکہ مسلمانوں میں جس مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے بھیجا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا شرف رکھنے کی وجہ سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھکر ہے۔ اس لئے اس کے انکار کے نتیجہ میں بھی پہلے مسیح کے انکار کے مقابلہ میں زیادہ ذلت اور رسوائی نازل ہوئی۔ جس کا اعتراف مندرجہ بالا عبارت میں کیا گیا ہے۔ اور یہودیوں سے زیادہ قعر ذلت میں گرنے کا اعتراف کیا گیا ہے۔

کاش! مسلمان اس حالت کو پہنچ کر اب بھی سوچیں اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کریں۔ تاکہ مزید ذلت اور تباہی سے محفوظ رہ سکیں ٭

مسلمانان راولپنڈی کو قانونی امداد

اس وقت تک جہاں جہاں بھی ہندو مسلم فسادات ہو چکے ہیں۔ وہاں ہر رنگ میں مسلمانوں کو ہی زیادہ نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ہلاک زیادہ مسلمان ہوئے۔ مجروح زیادہ مسلمان ہوئے۔ پھر بندو سلاسل میں زیادہ مسلمان جکڑے گئے۔ سزایاب زیادہ مسلمان ہوئے۔ دوران فسادات میں مسلمانوں کے زیادہ ہلاک اور مجروح ہونے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ چونکہ فساد کی بنیاد ہندوؤں کی طرف سے رکھی جاتی رہی۔ اس لئے وہ پہلے سے اس کے لئے پورے طور پر تیار ہوتے۔ اور آن کی آن میں ایک بڑی تعداد میں جمع ہو کر مسلمانوں پر ڈنڈوں اور چھریوں وغیرہ سے پل پڑتے۔ علاوہ ازیں مختلف مقامات پر راہ چلتے بے خبر لوگوں پر حملہ شروع کر دیتے۔ پھر فسادات کے بعد مقدمات میں مسلمانوں کے زیادہ نقصان اٹھانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کو ضروری قانونی امداد میسر نہیں آتی اور صاف ظاہر ہے کہ آج کل عدالتوں میں سوائے ماہرین قانون کی امداد کے انصاف حاصل کرنا بہت مشکل امر ہے۔ مسلمانوں کی اس احتیاج کو محسوس کر کے فسادات راولپنڈی میں ضرر رسیدہ و گرفتار شدہ مسلمانوں کو امداد دینے کے لئے جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت قابل اور مشہور قانون دان ہیں۔ اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ اس سے قبل جناب چودہری صاحب موصوف امرتسر کے فسادات میں بھی مسلمانوں کی طرف سے مقدمات کی پیروی کر چکے ہیں۔ ہماری دُعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جناب چودہری صاحب کو خدا تعالیٰ کی مخلوق کی مخلصانہ خدمات سرانجام دینے کا اجر عظیم عطا فرمائے ٭

مصیبت اور تکلیف میں مسلمانوں کی مدد کرنا ہماری جماعت کا فرض ہے۔ اور یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ جناب چودہری صاحب نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اس فرض کی ادائگی کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے رہتے ہیں۔ جس کے لئے ہم جماعت کی طرف سے ان کو مبارکباد کہتے ہیں ٭

مُسلمان حکمران اور ہندو

کونسا الزام ہے۔ جو ہندو صاحبان مسلمان بادشاہوں پر نہیں لگاتے۔ اور کونسا طریق ہے۔ جو ان کو بدنام کرنے کے لئے نہیں اختیار کرتے۔ لیکن حق آخر حق ہے۔ کسی نہ کسی ذریعہ ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ متعصب آریہ اخبار "ملاپ" ہندو مسلمانوں کے فسادات پر رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"برطانوی راج سے پہلے ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات اس قدر کشیدہ نہ تھے۔ جس قدر کہ آج ہیں اور نہ ہی اس قدر فسادات کبھی ہوئے تھے۔ کہ جس قدر اب دیکھے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں متعصب سے متعصب مسلمان بادشاہوں کی حکومت بھی رہی۔ مگر ان کے زمانہ میں بھی ہندو اور مسلمان اس ملک کے دوستانہ طور پر اکٹھے رہتے رہے ہیں۔ آج بھی ہندو [illegible] ریاستوں میں برطانوی ہند کے مقابلہ میں فرقہ دارانہ فسادات بہت ہی کم ہیں۔"

کیا یہ الفاظ ان تمام الزامات کی تردید نہیں کر رہے۔ جو مسلمان بادشاہوں پر ہندوؤں کی [illegible] لگائے جاتے ہیں۔ اگر مسلمان حکمران ہندو عورتوں کو چھین لیتے۔ ہندوؤں کے معابد کو تباہ و برباد کرتے۔ انہیں جبراً مسلمان بنا لیتے۔ تو کیا ممکن تھا۔ کہ دوستانہ طور پر زندگی بسر کر سکتے۔ اس زمانہ [illegible] بھی غیرت رکھتے تھے۔ مذہبی جوش رکھتے [illegible] اور دلیری رکھتے تھے۔ اور آج کل کے ہندوؤں [illegible] زیادہ رکھتے تھے۔ مگر باوجود اس کے بقول "ملاپ" ان کے مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ [illegible] تھے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ مسلمان حکمران ہندوؤں [illegible] بہت عمدہ اور بہترین سلوک کرتے تھے ٭

سیرۃ المہدی اور غیر مبایعین

نمبر (۸)

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے قلم سے)

اب میں ان تفصیلی اعتراضات کو لیتا ہوں۔ جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اپنے مضمون میں منگل والی روایت کے متعلق بیان کئے ہیں۔ سب سے پہلا اعتراض ڈاکٹر صاحب کا یہ ہے۔ کہ:-

"حضرت والدہ صاحبہ اپنا خیال پیش کرتی ہیں۔ کہ حضرت صاحب منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ مگر یہ انہیں کس طرح پتہ لگا۔ کہ حضرت صاحب کا ایسا خیال تھا۔ کیا حضرت صاحب نے کبھی فرمایا تھا۔ . . . . کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ حضرت والدہ صاحبہ نے کسی امر میں غلطی سے اپنے خیالات پر حضرت صاحب کے خیالات کو قیاس کر دیا ہو"

اس اعتراض کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ چونکہ اس روایت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ بیان نہیں کئے گئے۔ بلکہ راوی نے خود اپنے الفاظ میں ایک خیال آپ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اس لئے یہ روایت قابل قبول نہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے اس معاملہ میں کما حقہ غور نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی حدیث نبوی کا توجہ کے ساتھ مطالعہ کیا ہے۔ کتب احادیث میں بہت سی ایسی حدیثیں ملتی ہیں۔ جن میں راوی خود اپنے الفاظ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خیال بیان کر دیتا ہے۔ اور آپ کے الفاظ بیان نہیں کرتا۔ اور ائمہ حدیث اسے رد نہیں کرتے۔

میرا یہ مضمون آگے ہی کافی لمبا ہو گیا ہے۔ اور میں اسے زیادہ طول نہیں دینا چاہتا۔ ورنہ میں ایسی متعدد مثالیں ڈاکٹر صاحب کے سامنے پیش کرتا۔ کہ راویوں نے بغیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ بیان کرنے کے ایک خیال آپ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور محدثین نے اسے صحیح مانا ہے۔ دراصل حدیث میں کئی جگہ ایسے الفاظ آتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں بات کو پسند فرماتے تھے۔ اور فلاں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ وغیرہ ذالک۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر صاحب جو غالباً ہمارے خلاف مضمون نویسی سے کچھ تھوڑا سا وقت بچا کر احادیث کے مطالعہ میں بھی صرف کرتے ہونگے۔ اس بات کا انکار نہیں کرینگے۔

دراصل ہر زبان میں اظہار خیال کے طریقوں میں سے ایک طریق یہ بھی ہے۔ کہ بعض اوقات بجائے اس کے کہ دوسرے شخص کے الفاظ بیان کئے جائیں۔ صرف اپنے الفاظ میں اس کے خیال کا اظہار کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ طریق ایسا شائع و متعارف ہے۔ کہ کوئی فہمیدہ شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ مگر نہ معلوم میرے خلاف ڈاکٹر صاحب کو کیا غصہ ہے۔ کہ خواہ نخواہ اعتراض کی ہی سوجھتی ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب حسن ظنی فرماتے۔ تو یہ خیال کر سکتے تھے۔ کہ چونکہ حضرت والدہ صاحبہ ایک بہت لمبا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رہی ہیں۔ اس لئے ان کا یہ بیان کرنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام منگل کے دن کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اپنی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور نہ عام حالات میں کسی غلط فہمی پر مبنی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے جو حضرت صاحب کے الفاظ بیان نہیں کئے۔ تو یہ اس لئے نہیں۔ کہ یہ بات مشکوک ہے۔ بلکہ اسلئے کہ یہ روایت بیان کرتے ہوئے انہوں نے بلا ارادہ روایت بالمعنی کا طریق اختیار کیا ہے۔ یا یہ کہ ان کا یہ خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی ایک قول پر مبنی نہیں۔ بلکہ یا تو متعدد دفعہ کی گفتگو پر مبنی ہے۔ اور یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ایک بہت لمبا عرصہ رہنے کے نتیجہ میں انکی طبیعت نے آپ کے متعلق ایک اثر قبول کیا تھا۔ جسے انہوں نے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ جیسا کہ مثلاً حدیث میں حضرت عائشہ کا قول آتا ہے۔ کہ کان یحب التیمن فی سائر امرہ۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بات میں دائیں طرف سے ابتدا کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ اب کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ چونکہ حضرت عائشہ نے اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ بیان نہیں کئے۔ بلکہ صرف اپنے الفاظ میں آپ کی طرف ایک خیال منسوب کر دیا ہے۔ اس لئے یہ روایت قابل قبول نہیں؟ ہرگز نہیں اگر ڈاکٹر صاحب غور فرمائیں۔ تو ان کو معلوم ہو۔ کہ بیوی کی طرف سے اس قسم کی روایت جس کا نام روایت بالمعنی رکھا جاتا ہے۔ قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ بعض اوقات عام لفظی روایتوں کی نسبت بھی یہ روایت زیادہ پختہ اور قابل اعتماد سمجھی جانی چاہیئے۔ کیونکہ جہاں لفظی روایت کسی ایک وقت کے قول پر مبنی ہوتی ہے۔ وہاں اس قسم کی معنوی روایت جو بیوی یا کسی ایسے ہی قریبی کی طرف سے مروی ہو۔ متعدد مرتبہ کی گفتگو یا لمبے عرصہ کی صحبت کے اثر کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور ان دونوں میں فرق ظاہر ہے۔ حضرت عائشہ والی روایت کو ہی دیکھ لو۔ اگر حضرت عائشہ صرف یہ فرما دیتیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں موقعہ پر فرمایا تھا۔ کہ ہر بات میں دائیں سے ابتداء کرنی چاہیئے۔ تو ان کی اس روایت کو ہرگز وہ پختگی حاصل نہ ہوتی۔ جو موجودہ صورت میں اسے حاصل ہے۔ کیونکہ موجودہ صورت میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ایک قول نقل نہیں کیا۔ بلکہ متعدد مرتبہ کی گفتگو یا ایک لمبی صحبت کے اثر کے نتیجہ کو بیان کیا ہے۔ اور اگر ڈاکٹر صاحب کو یہ خیال ہو۔ کہ یہ روایت چونکہ حضرت عائشہ کی ہے۔ اس لئے وہ جرح سے بالا ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی تھیں۔ جنہوں نے کئی سال آپ کی صحبت میں گذارے۔ اور جو دن رات اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے کھاتے پیتے آپ کو دیکھتی تھیں۔ مگر کسی دوسرے راوی کی طرف سے اس قسم کی روایت بالمعنی قابل قبول نہیں سمجھی جا سکتی۔ تو اس کے متعلق میں بڑے ادب سے یہ عرض کرونگا کہ جس روایت پر ڈاکٹر صاحب نے جرح فرمائی ہے۔ وہ بھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیوی کی ہی ہے۔ اور بیوی بھی وہ جس نے حضرت عائشہ کی نسبت بہت زیادہ عرصہ اپنے خاوند کے ساتھ گذارا ہے۔ لیکن بایں ہمہ میں ڈاکٹر صاحب کی تسلی کے لئے ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔ ایک صحابی ابو برزۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ کہ کان یکرہ النوم قبل العشاء والحدیث بعدھا یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا کی نماز سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اسی طرح عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو بھی اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ) اس حدیث میں ابو برزہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک خیال اپنے الفاظ میں منسوب کیا ہے۔ اور امام بخاری صاحب نے اسے بلا جرح اپنی صحیح بخاری میں درج فرما لیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کی طرح یہ اعتراض نہیں کیا۔ کہ:-

"ابو برزۃ اپنا خیال پیش کرتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم عشاء کی نماز سے قبل سونے کو ناپسند فرماتے تھے۔ مگر یہ انہیں کس طرح پتہ لگا۔ کہ آنحضرت کا ایسا خیال تھا۔ کیا آپ نے کبھی فرمایا تھا۔ کہ عشاء کی نماز سے قبل سونا مکروہ ہے . . . . کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ ابو برزہ نے غلطی سے اپنے خیالات پر آنحضرت صلعم کے خیالات کو قیاس کر لیا ہے"

یہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے اپنے الفاظ ہیں جن میں سوائے ناموں کی تبدیلی کے میں نے کوئی تصرف نہیں کیا۔ تا کہ اور نہیں تو کم از کم اپنے الفاظ کا لحاظ کر کے ہی ڈاکٹر صاحب میرے معاملہ میں کچھ درگذر سے کام لیں۔

دوسرا جواب اس اعتراض کا یہ ہے۔ کہ خود اس روایت کے اندر یہ ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فلاں موقعہ پر منگل کے دن کے متعلق اپنے خیال کا اظہار فرمایا تھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے

غصہ کے جوش میں اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ میں ڈاکٹر صاحب سے باادب عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اس روایت کے آخری حصہ کا دوبارہ مطالعہ فرمائیں۔ جہاں ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کی ولادت کا ذکر ہے۔ اور پھر بتائیں کہ کیا اس جگہ صاف الفاظ میں یہ لکھا ہوا موجود نہیں۔ کہ اس وقت حضرت صاحب نے دعا فرمائی تھی۔ کہ خدا اسے منگل کے خراب اثر سے محفوظ رکھے۔ اور پھر انصاف سے کہیں۔ کہ اگر بالفرض کوئی اور واقع نہ بھی ہو۔ تو کیا صرف یہی واقعہ اس بات کے سمجھنے کے لئے کافی نہیں تھا۔ کہ حضرت صاحب منگل کے دن کو مقابلۃً اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ ان دریں حالات ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا۔ کہ والدہ صاحبہ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب کا یہ خیال تھا۔ کہ منگل کا دن اچھا نہیں ہے۔ اور یہ کہ کیوں نہ یہ سمجھ لیا جاوے۔ کہ والدہ صاحبہ نے خود بخود ہی ایسا سمجھ لیا ہوگا۔ ایک لایعنی بات ہے۔ جس کی طرف کوئی فہمیدہ شخص توجہ نہیں کرسکتا۔

دوسرا اعتراض ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ ہے۔ کہ اس روایت کے اندر جو یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے دعا فرمائی تھی۔ کہ مبارکہ بیگم کی ولادت منگل کے دن نہ ہو" تو اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ یعنی کیا حضرت صاحب دعا کے لئے جاتے ہوئے فرما گئے تھے کہ:- "میں اس امر کے لئے دعا کرنے چلا ہوں" یا دعا کے وقت میاں صاحب (یعنی خلیفۃ المسیح الثانی جو اس حصہ روایت کے راوی ہیں) پاس کھڑے دعا کے الفاظ سنتے جاتے تھے۔ کیا یہ ممکن نہیں۔ بلکہ اغلب یہی ہے۔ کہ حضرت صاحب ایسے موقعہ پر بچہ کی ولادت کی سہولت کے لئے دعا کر رہے ہوں۔ . . . . . . مستورات کے دل میں جو منگل کی نحوست کا خوف تھا۔ اس نے والدہ صاحبہ یا دیگر مستورات کے دل پر یہ خیال مستولی کردیا۔ کہ حضور منگل کو ٹالنے کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ میاں صاحب نے مستورات سے ایک بات لے لی۔ اور اسے لے اڑے۔ آگے مخاطبین اپنے مرید ہیں۔ جو بیچ ہور بجا کہنے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کا نعرہ بلند کرنے کو ہر آن موجود ہیں۔"

ان الفاظ میں جس بے دردی کے ساتھ متانت کا خون کیا گیا ہے۔ وہ ڈاکٹر صاحب کا ہی حصہ ہے۔ جس میں یہ خاکسار ان کے سامنے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب آخر آپ خود بھی کسی کے حلقہ بگوشوں میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہونگے۔ پھر دوسرے کے متعلق ایسی دل آزار باتوں سے کیا حاصل ہے۔ آپ میری کتاب پر ریویو فرما رہے ہیں۔ شوق سے فرمائیے۔ اور تنقید میں جو کچھ بھی جی میں آتا ہے۔ شوق سے کہئے۔ مگر ان طعنوں اور دل آزار باتوں کو بلاوجہ درمیان میں لاکر کسی دوسرے کو اپنے اوپر حرف گیری کرنے کا موقعہ کیوں دیتے ہیں۔ آگے آپ کا اختیار ہے۔ جو مزاج میں آئے کیجئے۔ انشاء اللہ میرے توازن طبع کو آپ متنزلزل ہوتا نہیں دیکھیں گے۔

آپ نے اعتراض فرمایا ہے۔ کہ یہ جو لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مبارکہ بیگم کی ولادت کے موقعہ پر دعا فرمائی تھی۔ اس کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ یا میاں صاحب کو کیسے پتہ لگا۔ کہ وہ منگل کے متعلق تھی۔ کیا وہ دعا کے وقت ساتھ ساتھ تھے۔ اور الفاظ سنتے جاتے تھے۔ یا حضرت صاحب دعا کے لئے جاتے ہوئے ان سے کہہ گئے تھے۔ کہ میں فلاں امر کے لئے دعا کرنے جاتا ہوں اور پھر آپ نے حسب عادت اس پر مذاق اڑایا ہے۔ اس کے متعلق اگر آپ مجھے اجازت دیں۔ تو مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے۔ کہ میں نے تو اس روایت میں ایسی عبارت کوئی نہیں لکھی جس سے یہ پتہ لگتا ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کرنے کے لئے اس جگہ سے اٹھ کر کہیں اور تشریف لے گئے تھے یا یہ کہ آپؑ نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر کوئی لمبی دعا فرمائی تھی۔ اور جب یہ نہیں۔ تو پھر آپ کو یہ کیسے پتہ لگا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اس دعا کے لئے کسی اور جگہ تشریف لے گئے تھے یا یہ کہ آپ اتنی دیر تک یہ دعا فرماتے رہے تھے۔ کہ دوسرے کو آپ کے ساتھ ساتھ رہ کر آپ کے الفاظ سننے کا موقعہ مل سکتا۔ جن معتبر ذرائع سے آپ کو بغیر اس کے کہ اس روایت میں کوئی ایسا ذکر موجود ہو۔ یہ سب مخفی علوم حاصل ہوگئے۔ ان کے معلوم کرنے کا مجھے شوق ہے۔ تاکہ میں آپ کی قوت استدلال کا اندازہ کرسکوں۔ اور اگر آپ کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ آپ بغیر اس قسم کا ذکر موجود ہونے کے خود بخود اپنی طرف سے یہ باتیں فرض کرکے اعتراض قائم کرنے لگ جائیں۔ تو دوسرے کے لئے بھی آپ کو یہ حق تسلیم کرنا چاہیئے۔ بہرحال جو بنیاد آپ اپنے ان استدلات کی پیش فرمائیں گے۔ اس سے زیادہ قوی اور یقینی بنیاد میں اس بات کی پیش کرنے کا ذمہ وار ہوں گا کہ حضرت والدہ اور حضرت میاں صاحب کو یہ علم کس طرح ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا اس غرض کے لئے تھی۔ کہ خدا تعالےٰ مولودہ کو منگل کے اثر سے محفوظ فرمائے افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب دوسروں پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے یہ بات کس طرح سمجھی۔ حالانکہ اس کے سمجھنے کے لئے کافی و وافی قرائن موجود ہیں۔ لیکن خود بغیر کسی بنیاد کے نتیجہ پر نتیجہ قائم کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر طرفہ یہ کہ اپنے ان موہوم نتائج پر اپنی علمی تنقید کی بنیاد رکھتے ہیں

کیا یہی وہ مضمون ہے۔ جس پر غیر مبایعین کو ناز ہے۔ اور جس کے جواب کے لئے میرے نام پیغام صلح کے پرچے خاص طور پر بھجوائے جاتے ہیں۔ تاکہ دنیا پر یہ ظاہر کیا جاسکے۔ کہ یہ وہ لاجواب مضمون ہے۔ جس کے جواب کے لئے ہم خود خصم کو چیلنج دیتے ہیں۔ مگر کوئی معقول جواب نہیں ملتا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب خدا آپ کی آنکھیں کھولے۔ آپ نے بڑے ظلم سے کام لیا ہے۔ میں نے کہاں لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ دعا کے لئے کسی اور جگہ تشریف لے گئے۔ جو آپ کے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوا۔ کہ کیا وہ جاتے ہوئے فرما گئے تھے۔ کہ میں اس امر کے لئے دعا کرنے جاتا ہوں؟ پھر میں نے کہاں لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی باقاعدہ لمبی دعا کی تھی۔ جو آپ کے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوا۔ کہ کیا کوئی شخص حضرت صاحب کے "ساتھ ساتھ" ہو کر دعا کے الفاظ سنتا جاتا تھا۔ آپ نے خود ہی یہ باتیں فرض کرلیں۔ اور پھر ان کی بنا پر خود ہی اعتراض جما دیئے۔ آپ کے تخیلات کے زور نے اس چھوٹی سی بات کو ایسا بڑا اور اہم بنا دیا ہے۔ کہ میں اب اصل حقیقت کو عرض کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں آپ کے احساسات کو کوئی ناگوار صدمہ نہ پہنچ جائے۔ مگر چونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس لئے مجبوراً عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ اس تیر انداز شہزادہ کی طرح جس کا ذکر حالی کی ایک نظم میں آتا ہے۔ آپ کے تخیلات کا تیر ہر جگہ لگا۔ لیکن اگر نہیں لگا تو اصل نشانہ پر نہیں لگا۔ جس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ چونکہ اصل نشانہ بالکل قریب اور سامنے تھا۔ اس لئے آپ کے تخیلات اپنے زور میں اسے چھوڑ کر بلند اور دور نکل گئے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ میں نے صرف اتنی بات لکھی تھی۔ کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم پیدا ہونے لگیں۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے دعا فرمائی تھی۔ کہ خدا اسے منگل کے اثر سے محفوظ رکھے۔ اب بات صاف تھی۔ اور ڈاکٹر صاحب بھی اسے بڑی آسانی سے سمجھ سکتے تھے۔ کہ حضرت صاحب نے اسی وقت گھر کی مجلس میں یہ دعائیہ الفاظ اپنی زبان سے فرما دیئے ہونگے۔ اور بس۔ یعنی جب ولادت کا وقت ہوا۔ تو حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر کہ منگل کا دن ہے۔ اس مفہوم کے دعائیہ الفاظ فرمائے۔ کہ خدا تعالےٰ بچہ کو منگل کے خراب اثر سے محفوظ رکھے۔ اب اس صاف حقیقت کو چھوڑ کر بات کا بتنگڑ بنا دینا کہ گویا حضرت مسیح موعود اس امر کے لئے خاص طور پر دعا کرنے کے واسطے کسی علیحدہ جگہ میں تشریف لے گئے ہونگے۔ اور جاتے ہوئے یہ فرما گئے ہونگے۔ کہ میں فلاں امر کے لئے دعا کرنے جاتا ہوں یا کوئی شخص خود بخود آپ کے پیچھے پیچھے جاکر آپ کے الفاظ سنتا گیا ہوگا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں ڈاکٹر صاحب کے دماغی تخیلات کا نتیجہ ہیں۔ جن کا کہ قطعاً کوئی ذکر صراحتہً یا کنایتہً

روایت میں موجود نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک معمولی سی بات کو بڑا بنا دیا ہے۔ منگل کا اچھا یا بُرا ہونا کوئی اہم دینی امور میں سے نہیں ہے۔ کہ جس پر ڈاکٹر صاحب اسقدر بے چین ہوتے۔ دنیا کی ہر چیز اچھے اور بُرے پہلو رکھتی ہے اور اشیاء کی برکات میں تفاوت بھی مسلم ہے۔ پھر ایک معمولی سی بات کو لیکر اسپر اعتراضات جاتے چلے جانا گویا کہ وہ نہایت اہم امور میں سے ہے کہاں کا انصاف ہے اور پھر زیادہ افسوس یہ ہے۔ کہ اپنی طرف سے ایسی باتیں فرض کر لی گئی ہیں۔ کہ جن کا روایت کے اندر نام و نشان تک نہیں۔ ایک سرسری بات تھی۔ کہ مبارکہ بیگم کی ولادت پر حضرت نے دعا فرمائی۔ کہ وہ منگل کے خراب اثر سے محفوظ رہے۔ جس کا منشاء صرف یہ تھا۔ کہ اسوقت گھر کی مجلس میں حضرت صاحب نے اپنی زبان مبارک سے اس قسم کے دعائیہ الفاظ فرمائے۔ اسپر یہ فرض کر لینا کہ حضرت صاحب نے ایک خاص اہتمام کے ساتھ کسی تنہائی کی جگہ میں جاکر یہ دعا فرمائی ہوگی۔ اور پھر اس فرضی واقعہ پر یہ سوال کرنا کہ کیا آپ جاتے ہوئے یہ فرما گئے تھے۔ کہ میں اس غرض سے جاتا ہوں۔ یا یہ کہ کوئی شخص آپ کے ساتھ ساتھ جاکر آپ کے الفاظ سُنتا جاتا تھا۔ امانت و دیانت کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے شاید یہ سمجھ رکھا ہے کہ دعا کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ کسی خاص اہتمام کے ساتھ کسی علیحدہ جگہ میں جاکر کی جائے۔ یا یہ کہ وہ اتنی لمبی ہو۔ کہ کسی دوسرے شخص کو دعا کرنے والے کے "ساتھ ساتھ" رہ کر اس کے الفاظ سننے کا موقع مل سکے۔ مگر ڈاکٹر صاحب ممکن ہے کہ آپ کی ساری دعائیں اسی شان کی ہوتی ہوں۔ مگر میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ دعا کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی علیحدہ جگہ میں جاکر لمبی دُعا کرنا دُعا کہلاتی ہے۔ تو کسی بات کے پیش آنے پر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے دعائیہ الفاظ کہدینا بھی دعا ہی ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے لئے پانی کا لوٹا بھر کر لائے۔ تو آپؐ نے دعا فرمائی۔ کہ خدا اسے دین کا علم عطا کرے۔ اور سب لوگ اسکے یہی معنی سمجھتے رہے ہیں۔ کہ آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے یہ دعائیہ الفاظ اپنی زبان مبارک سے فرمائے تھے۔ مگر ڈاکٹر صاحب کے نزدیک شاید یہ معنے ہونگے۔ کہ آنحضرت صلعم اسی وقت وضو کی تیاری کو چھوڑ کر کسی حجرہ میں تشریف لے گئے ہونگے۔ تاکہ وہاں جاکر ابن عباسؓ کی علمی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔ اور جاتے ہوئے یہ فرما گئے ہونگے۔ میں اس غرض سے جاتا ہوں۔ یا کوئی شخص آپ کے ساتھ ساتھ جاکر

صداقت اسلام اور واقعہ لیکھرام

خدا تعالیٰ کے نبی بشیر و نذیر ہوتے ہیں۔ اپنے متبعین کے لئے وہ بشارات دینے والے ہوتے ہیں۔ اور مکذبین و منکرین کے لئے نذیر۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا۔ کہ میں اسلام کی حمایت اور حفاظت کے لئے مامور ہوں۔ میں اسلام کی صداقت کا زندہ گواہ اور "شجرہ طیبہ" کا طیب ثمر ہوں۔ معاندین اسلام سے آپ برسرپیکار ہوئے۔ اور براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ سے ان پر حجت تمام کی۔ آپ نے مومنوں کی ترقی عروج اور اقبال کی پیشگوئیاں کیں۔ جن کو ہم اپنی آنکھوں سے پُورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ مخالفین اسلام میں سے پنڈت لیکھرام صاحب آریہ سماجی آپ کی معجزانہ تحدی کو توڑنے کے لئے اُٹھے۔ اور آپ سے مباہلہ کیا چنانچہ لکھا:۔

"اے پرمیشور! ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر۔ اور جو تیرا ست دہرم ہے۔ اس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کر۔ اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر تاکہ جہالت و تعصب و جور و ستم کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا" (کلیات آریہ مسافر صہ ۵۸۵)

پنڈت لیکھرام صاحب ایک دریدہ دہن اور بدزبان آریہ تھے۔ آریہ سماج کو بھی دبی زبان سے اس کا اقرار ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اودیک مشٹوں کی تعریف سنکر وہ خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔ بلکہ بلالحاظ اس کے رتبہ وغیرہ کے فریق مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے" (دیباچہ کلیات صہ ۸)

آخر لیکھرام صاحب کی بدزبانیاں اور شوخیاں رنگ لائیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی موت کے متعلق آگاہ کیا۔ اور آپ نے اس پیشگوئی کو اسلام اور اپنی صداقت کا معیار قرار دیکر تمام دُنیا میں شائع کر دیا۔ وہ پیشگوئی یہ تھی:۔

(۱) "خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا۔ کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری سنہ ۱۸۹۳ء ہے۔ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا۔ جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ تو سمجھو۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اسکی رُوح سے میرا یہ نطق ہے" (اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۹۳ء)

(۲) "فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنین" (کرامات الصادقین ٹائٹل آخر)

(۳) "بشرنی ربی وقال مبشرا۔ ستعرف یوم العید والعید اقرب" (کرامات الصادقین)

ترجمہ۔ میرے رب نے مجھے بشارت دی کہ (لیکھرام) چھ سال میں مر جائے گا۔ اور بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس خوشی کے دن کو تو پہچان لیگا۔ اور وہ عید سے نہایت ہی اقرب دن ہوگا۔ گویا آپ نے بتلا دیا کہ پنڈت لیکھرام صاحب چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ اور وہ دن عید کا دوسرا دن ہوگا اور یہ سزا ان بدزبانیوں کی وجہ سے دی جائیگی۔ جو پنڈت مذکور نے بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے حق میں کی ہیں گویا اس کا مدت معینہ کے اندر قتل ہو جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی زبردست دلیل ہوگی۔ آریہ [illegible] حضرت مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کی قائل ہے۔ چنانچہ لیکھرام صاحب نے لکھا:۔

"اس نے جبرائیل بھیج قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سُنایا" (کلیات آریہ مسافر صہ ۴۳۲)

اور ایڈیٹر اخبار "پنجاب سماچار" لاہور نے بھی صاف کہا "یہ کہا کرتے تھے کہ پنڈت صاحب کہا کرتے [illegible] گیا اس عرصہ میں اور فلاں دن ایک دردناک حالت میں مر [illegible]" (ضمیمہ پنجاب سماچار۔ ۸ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء)

اب ویدک دہرم اور اسلام کا مقابلہ تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے اسلام اور اپنی صداقت کے ثبوت کے لئے مذکورہ پیشگوئی پیش کی۔ اور پنڈت لیکھرام صاحب نے آپ کے کو (نعوذ باللہ) گپ سمجھتے ہوئے آپ کے متعلق لکھا:۔

"میں نے عرض کی۔ کہ بار خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا۔ جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے۔ فرمایا ابھی اس (حضرت مرزا صاحب) کے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے۔ تین سال میں سزا دی جائیگی۔"

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائیگی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہیگی۔" (کلیات آریہ مسافر صہ ۴۹۵)

اب آریوں کو چاہیئے کہ سب ملکر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل پر [illegible]

تین سال گزر گئے۔ اور مذکورہ بالا باتوں میں سے ایک بھی ظہور پذیر نہ ہوئی۔ بلکہ برعکس رونما ہوا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کا فرمودہ "عالم الغیب" خدا کا کلام اور انکی نطق سے تھا۔ اس لئے اس کا واقع ہونا ضرور تھا۔ چنانچہ مطابق الہام "یُقضٰی امرہٗ فی ستۃ" (اس کا کام چھ میں کر دیا جائے گا) پنڈت لیکھرام صاحب مورخہ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو لاہور شہر میں قتل کئے گئے۔ ان کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا مگر خدا کا مارا کب جانبر ہو سکتا تھا۔ لہذا

"تنہے رات کے باوجود عمدہ سے عمدہ علاج کے گائتری منتر کا جاپ کرتے ہوئے اس جسم فانی کو چھوڑ کر اپنے سچے دیش کو پدھار گئے" (دیباچہ کلیات)

اے سماجی دوستو! غور کرو۔ اور سوچو کہ اگر ایشور زندہ موجود ہے اور اس کا یہ فرمان درست ہے کہ:۔

"تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ مگر میری یہ اشیرباد انہیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں۔ نہ ان کے لئے جو عوام پر ظلم و ستم کرنے والے ہیں۔ میں بدکردار ظالموں کو کبھی آشیرباد نہیں دیتا۔" (رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۴۲)

تو کس کی طاقت تھی۔ کہ پنڈت لیکھرام کا بال بیکا کر سکتا۔ پس حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کی موت آپ لوگوں کے لئے اس بات کا سبق ہے۔ کہ اب زندہ مذہب صرف اسلام ہی ہے اور اس اسلام کو زندہ ثابت کرنے والا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام موجود ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس زبردست نشان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور بانی اسلام (صلعم) کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھتے ہوئے احمدیت کی حلقہ بگوشی قبول کریں۔

نادان آریوں نے کہا۔ حضرت مرزا صاحب نے سازش سے لیکھرام کو قتل کرا دیا ہے۔ مگر انہوں نے اتنا نہ سوچا کہ جب وید اور اس کے پیرووں کا حامی خود ایشور ہے تو حضرت مرزا صاحب کی سازش کیسے کارگر ہو سکتی تھی۔ دیکھئے باوجودیکہ یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے اشد ترین دشمن تھے۔ اور آپ کی ہستی کو صفحہ زمین سے مٹانے کے لئے کوشاں تھے مگر آپ نے کھلے بندوں دنیا کو للکار کر کہہ دیا ہے

"ہرگز نقصان نہیں۔ تجھے مکروں سے اے جاہل
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے"

پھر کون تھا۔ جو آپ کا کچھ بگاڑ سکتا۔ جبکہ خود پروردگار عالم آپ کی پشت و پناہ بنا ہوا تھا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا "واللہ یعصمک من الناس"۔ کہ میں تجھے بچاؤں گا۔

بھائیو! صداقت میں زور اور سچائی میں ایک قوت ہوتی ہے۔ اگر وید کے دھرم میں وہ شکتی (طاقت) ہوتی۔ تو کس طرح ممکن تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی سازش کامیاب ہو جاتی۔ کیا آپ ایشور کے ارادہ پر بھی غالب آگئے تھے؟

حضرت مرزا صاحب کو تائید و نصرت الٰہی پر کس قدر بھروسہ تھا؟ اس کے لئے آپ پر سازش کا الزام لگانے والوں کو آپ کا یہ چیلنج پڑھ لینا کافی ہے۔

"ایسا شخص میرے سامنے قسم کھائے۔ جس کے الفاظ یہ ہوں کہ "میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اسکے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے۔ تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر۔ جو ہیبت ناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو۔ اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔" پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بد دعا سے بچ گیا۔ تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے۔ جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔" (سراج منیر صفحہ ۲۷)

کیا کسی آریہ نے اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے اس رنگ پر قسم کھائی؟ نہیں اور ہرگز نہیں! پس سازش کا الزام سراسر باطل اور دروغ بے فروغ ہے۔

اے عزیزو! کیا یہ زبردست نشان حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر برہان قاطع نہیں ہے؟ کیا اس "آیۃ اللہ" سے آپ کا صادق ہونا اظہر من الشمس نہیں ہے؟ پس آپ کب تک خدا کے برگزیدہ سے منحرف رہیں گے مبارک ہیں وہ جو سچائی کے طالب اور صداقت پر نثار ہوں۔

خاکسار

اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) سکرٹری
انجمن احمدیہ خدام الاسلام۔ قادیان۔

نظم در مدح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

(از جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

اے کہ در چشم تو ہر وصف و ثنائے محمود
عیب و ذم است بہ بغضے کہ بجائے محمود

تو بایں بغض بر نفسی ز شر و ر نفست
ورنہ خود حمد خدا ہست بنائے محمود

تو اگر ہجو پسندی بہ پسندم مدحش
تو کنی عیب و کنم حمد و ثنائے محمود

حمدِ محمود چرا نہ کنم چوں سے دانم
حمدِ محمودِ خدا حمدِ خدائے محمود

گرچہ ایں خلق و جہاں لوحِ شہود است بجائے
دید خلاق نمے ہست لقائے محمود

حسن و احسان مسیحا و محمدؐ دارد
واہ چہ پُر حسن و جمال است ادائے محمود

سینۂ محمود بحق است تجلی گہِ ہر نور
طور انوار خدا ہست سرائے محمود

بعثتِ او ہست بہ تعبیر مقام محمودؐ
شانِ محبوب خدا جلوہ نمائے محمود

بزم او تازہ کن یادِ رسولاں لاریب
فیض ہر دور بہر صبح و مسائے محمود

بحرِ ذخارِ معانی و معارف ہست آں
کانِ ہر علم و ہنر فہم و ذکائے محمود

بہرِ دیدارِ رُخِ احمدؐ انور۔ اطہر
ہمچو مرآت شدہ روئے و لقائے محمود

ظلمت ہر منزل و ہر است بدورش کافور
واہ چہ دور است پُر از نور و ضیائے محمود

اے تہی بخت کسے یافتہ دورش خوش دور
اے خوش آں کس کہ برد ظل ہمائے محمود

ساقی بزم است بایں دور بجام و صہبا
ساغر و بادہ پُر از لطف و عطائے محمود

نزدِ حق بود سزاوارِ خلافت محمود
آں دگر کیست کہ موزون بجائے محمود

ہاں بیا زود بیا بہر شفائے امراض
تا شفا یاب کند دست شفائے محمود

بہر مخلوق خدا درد کہ دارد در دل
آں بہ بیں وقتِ دعا زاری و بکائے محمود

بانگ پُر درد او افگند بدنیا شورے
کس چہ داند کہ چگونست ندائے محمود

آں تغیر کہ پدید است بجملہ آفاق
ایں ہمہ منظرے از سعی و دعائے محمود

شورِ تبلیغ بہر جا و بہر سو افتاد
زورِ توحید نمود است ندائے محمود

لشکرِ محمود بہر ملک و دیارے رفتہ
کوسِ فتح است بہ بانگے بلوائے محمود

شانِ اسلام بہ آں عزت و شوکت گشتہ
کہ بہ شکر است دل و جان فدائے محمود

چہ کنم وصف کہ وصفِ او خدایش گفتہ
ذرہ کمتا است بہر وصف و ثنائے محمود

ہندو مسلم تعلقات پر تبصرہ

اس وقت ہندوستان میں جس بات نے ہندو اور مسلمان ہر دو اقوام کے سیاسی رہنماؤں کو پریشان کر رکھا ہے وہ ہندو اور مسلمانوں کے اتحاد کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ اسوقت ایسا عقدۂ لاینحل ہو گیا ہے۔ کہ بظاہر کوئی صورت اس کے حل کی نظر نہیں آتی۔ بڑے بڑے مدبرین اسی فکر میں غلطاں پیچاں ہیں۔ کمیٹیاں بنتی ہیں۔ اور ٹوٹتی ہیں۔ سیاسی رہنما ملک میں دورے کرتے پھرتے ہیں۔ تقریریں کرتے ہیں۔ اتحاد کی تجاویز سوچتے ہیں۔ مگر عملی نتیجہ صفر سے زیادہ نہیں۔

ہندوستان کی موجودہ صورت ایک ایسے شہر سے مشابہ ہے۔ جو کسی آتش فشاں پہاڑ کے کنارے پر واقع ہو۔ اور ہر وقت تباہی و بربادی کا منتظر ہو۔ اگر اس بدقسمت براعظم میں حالات رُو بہ اصلاح نہ ہوئے۔ تو کوئی عجب نہیں۔ کہ مستقبل قریب میں ان ہر دو قوموں میں خون کی ندیاں بہ جائیں۔ اس وقت تو حکومت کا زبردست ڈنڈا ہر دو قوموں کے سروں پر ہے۔ اور کچھ خیر بچی ہوئی ہے۔ پھر بھی کچھ لوگ اس قدر نڈر ہو گئے ہیں۔ کہ قانون کی خلاف ورزی کرنا ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے۔ ذرا ذرا سی بات میں فساد کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہزاروں جانیں تلف ہوتی ہیں۔ فساد کرنے والے آگ لگا کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور عامۃ الناس کو ان کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے۔

جس ملک کے باشندوں میں آپس میں اس قدر پھوٹ ہو۔ وہ دوسروں کی نظروں میں کب معزز سمجھا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ غیر ممالک میں ہندوستانی لوگ نہایت ذلیل اور خوار سمجھے جاتے ہیں۔ ان فسادات کا ایک نتیجہ تو اہالیان ملک خود بھگت رہے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ بھی بھگت رہے ہیں۔ جو ہندوستان کی خاک و قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر وہ ممالک غیر میں تلاش معاش میں گئے ہوئے ہیں۔ اسوقت جنوبی افریقہ میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔

غیر ممالک میں ایک ہندوستانی کا خواہ وہ کس قدر بھی معزز کیوں نہ ہو ایک قلی سے زیادہ درجہ نہیں۔ آخر یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ یہ اسی وجہ سے ہے۔ کہ ملک کے باشندوں میں باہمی پھوٹ ہے۔ اور سر پھٹول تک نوبت پہونچی ہوئی ہے۔ پھر جب قصور اپنا ہے۔ تو اس قدر واویلا کیوں کیا جاتا ہے۔ غیر ممالک کے لوگ آپ لوگوں کے ساتھ کیوں مساوات کا سلوک کریں۔ وہ تو اپنے رویہ میں حق بجانب ہیں۔ دیکھو جب ایک گھر کے سب آدمیوں میں اتفاق ہو۔ تو دوسرے ان کی عزت کرتے ہیں۔ اس گھر کا وقار و رعب لوگوں کے دلوں پر طاری ہوتا ہے۔ مگر جب اسی گھر کے لوگوں میں فساد پڑ جاتا ہے۔ تو کوئی بھی ان کی عزت نہیں کرتا۔ یہی حال اے ہندوستان کے رہنے والو! آپ لوگوں کا ہے۔ چونکہ آپس میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے۔ اس واسطے کوئی تمہاری عزت نہ کرے گا۔ تم لاکھ واویلا کرو۔ لاکھ ریزولیوشن پاس کرو۔ دوسرے پرپشہ جتنی بھی تمہاری عزت نہ کرینگے۔ مگر جب تم آپس میں اتفاق و مودت پیدا کرو گے۔ تو خود بخود دوسرے لوگ تمہاری عزت کرینگے۔

اس وقت ایک ہندو کو ایک مسلمان پر خواہ وہ کسی قدر بھی مخلص نہ ہو۔ ذرہ بھر اعتماد نہیں۔ یہی حال مسلمانوں کا ہے۔ ہندو اس بات پر تلے بیٹھے ہیں۔ کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے۔ اور دوسری اقوام کا اس ملک میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ پہلے انگریزوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ وہ تو حاکم وقت تھے۔ توپ و تفنگ سے مسلح تھے۔ ان کو ہندوستان سے نکال دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ زبردست سے ہر ایک ڈرتا ہے۔ آخر اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ اور پھر مسلمانوں کی باری آئی۔ کہ اب ان کا بوریا بستر باندھوا کر ان کو عرب کے ریگستان میں دھکیلو۔ یہ وہ حقیقت ہے۔ جو کہ بارہا ہندو اخبارات کے صفحات پر آچکی ہے۔ اور یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ ہندو قوم نے ہندوستان کے مسلمانوں کو الٹی میٹم دے دیا ہے۔ کہ یا تو ہندوستان میں ہندو بن کر رہو۔ ورنہ اس ملک سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ اس وقت جو فسادات ملک میں ہو رہے ہیں۔ ان کی تہ میں یہی بات ہے۔ ورنہ یہ کوئی وجہ نہیں کہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے کوئی نیا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ دیہات میں ابتک تمان اور ہندو ہر دو اقوام پہلو بہ پہلو امن سے زندگی بسر کرتی ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ یہی وبا جو کہ آجکل شہروں میں ہے۔ دیہات میں بھی پہونچ گئی۔ تو یاد رکھو۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہوگی۔ وہاں ہندوؤں پر عرصہ حیات تنگ ہو جائیگا اور جہاں ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہوگی وہاں مسلمانوں کو چین نہیں ملیگا۔

اگر ہم یہ اصول مان لیں۔ کہ ہر ایک ملک میں وہی قوم رہ سکتی ہے۔ جو اس ملک کی اصلی باشندہ ہے۔ تو پھر نہ صرف مسلمان بلکہ ہندوستان سے دوسری بہت سی اقوام کو بھی جو کہ فاتحانہ حیثیت سے ہند میں داخل ہوئیں نکلنا پڑیگا۔ ہندوستان میں ہندوستانی عیسائی بھی آباد ہیں۔ ان کو یورپ کے ممالک میں بھیجنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ عیسائی بھی تو آخر ہندوستان کے باشندوں سے تبدیل مذہب کر کے عیسائی ہوئے۔ یا ان کو ہندو بننا پڑے گا۔ آریہ قوم کو بھی جو کہ ہندو سنگٹھن کی آج کل پاؤنیر (Pioneer) بنی ہوئی ہے۔ کسی اور ملک میں جانا پڑے گا۔ اصلی باشندے تو اس ملک کے گونڈ اور بھیل وغیرہ اقوام ہیں وہی ہندوستان میں آباد رہ سکتے ہیں۔ دوسری قوموں کا جو کہ باہر سے ہند میں آئیں۔ ہندوستان میں رہنے کا کیا حق ہے؟ بہرحال یہ اصول ناقابل عمل ہے۔ اور اگر بفرض محال ہندو قوم کا خیال درست ہو۔ تو پھر وہ جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی جو گت بن رہی ہے۔ اس پر اتنا شور و شر کیوں مچا رہے ہیں۔ یقیناً ان حالات میں ہندوستانیوں کا دوسرے ممالک میں مساوی حقوق کا مطالبہ ایک ناواجب مطالبہ ہے۔ ایک تو ہندوستانی دوسرے ممالک میں آباد ہوں۔ پھر مساوی حقوق مانگیں۔ دوسرے ممالک ان کو کیوں اپنے ملکوں میں آباد ہونے دیں۔ ان کو تو ان کے اپنے مسلمہ اصول کے ماتحت ملک میں قدم بھی نہ رکھنے دیا جائے آخر دوسرے ملک ہندوستان کے ذلیل تو نہیں۔ کہ یہ جو چاہیں ان سے منواتے جائیں۔ اور اپنے ملک میں ان کا یہ اصول ہو کہ غیر ملکیوں کو ہندوستان سے نکال دینا چاہیئے۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ یہ اصول ہی غلط ہے۔ کہ کوئی ایک ملک ایک ہی قوم کے حصہ میں رہے۔ اور دوسری قومیں اس میں دخل نہ پائیں۔ مسلمانوں کی ہندوستان میں زمینیں ہیں۔ جائدادیں ہیں۔ مکان ہیں۔ وہ کیوں اس ملک سے نکلیں اور کسی دوسرے ملک کی تلاش کریں۔ ہندو قوم کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح دوسری بہت سی باتوں میں انکو ناکامی ہوئی ہے۔ اسی طرح ان کو اس مقصد میں بھی بجز ناکامی کے حاصل نہ ہوگا۔ ہاں ملک میں فسادات کا ایک طوفان [illegible] برپا ہوگا۔ جس میں اگر مسلمان بھی نقصان اٹھائیں گے۔ تو ہندو بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ حکمران قوم کو علیحدہ پریشانی ہوگی۔ اور دوسری مہذب اقوام کی نظروں میں ہندوستانی آگے سے بھی ذلیل سمجھے جاوینگے۔ کوئی خاص فائدہ تو نہ ہوگا۔ بلکہ الٹا نقصان ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (شیخ احمد از شملہ)

سکولوں اور دیہاتی مجمعوں کیلئے گیتوں کی کتاب

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

رورل کمیونٹی بورڈ پنجاب کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے گیتوں کی ایک کتاب مرتب کی جائے۔ جو سکولوں اور دیہاتی مجمعوں میں گانے کیلئے موزوں ہوں۔ اس ضمن میں بورڈ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جو گیت کتاب مذکورہ میں درج ہونگے۔ ان میں سب سے اچھے گیت کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ اور دوسرے گیت کیلئے ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا اس کے علاوہ اور جتنے گیت درج ہونگے۔ ان میں ہر گیت کے

چاہی اراضیات رہن ملتی ہیں

قادیان کے زرعی رقبہ میں تین زرعی چاہ قابل رہن ہیں۔ ایک چاہ کیساتھ بیس گھماؤں رقبہ ہے۔ دوسرے کے ساتھ اٹھارہ گھماؤں اور تیسرے کے ساتھ ستائیس گھماؤں مع جوہڑ ٹھیکہ چاہ نمبر ۱ کا چار صد روپیہ سالانہ اور چاہ نمبر ۲ کا تین صد روپیہ سالانہ اور چاہ نمبر ۳ کا سوا پانچ صد روپیہ سالانہ ہے۔ چاہ نمبر ۱ کی اراضی بہت اعلیٰ ہے۔ اور اس میں معقول ترقی کی گنجائش ہے۔ چاہ نمبر ۲ کی اراضی بہت اچھی ہے۔ اور چاہ نمبر ۳ کی اراضی درمیانی ہے۔ زر رہن چاہ نمبر ۱ کا پانچہزار روپیہ اور چاہ نمبر ۲ کا تین ہزار روپیہ اور چاہ نمبر ۳ کا پانچہزار روپیہ ہوگا۔ معاملہ سرکاری بذمہ مرتہن ہوگا۔ دو یا تین سال تک کی میعاد بھی رکھی جا سکتی ہے۔ جو اصحاب قادیان میں اپنا روپیہ معقول اور حتی الوسع محفوظ منافع پر لگانا چاہتے ہوں۔ خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

مرزا بشیر احمد قادیان

تجربہ کار انجن ڈرائیور کی ضرورت

احمدیہ فلور ملز قادیان کے لئے ایک تجربہ کار انجن ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ جو تیس ہارس پاور کروڈ آئل انجن کو چلا سکے۔ اور بعض وقت لوہار کا کام اپنے ہاتھ سے بھی کر سکے۔ ذات لوہار کو ترجیح ہوگی۔ تنخواہ تیس سے پینتالیس روپیہ تک دی جائے گی۔ درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ ۲۰ر جولائی سے پہلے دفتر سٹور میں پہنچ جانی چاہئیں۔

منیجر احمدیہ سٹور قادیان

کار ثواب یتامیٰ کی مدد

قابل توجہ سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ

اس وقت کارخانہ مشین سیویاں میں ایسے یتیم بچوں کی گنجائش ہے۔ جو کام سیکھ کر با روزگار رہنا چاہیں (۱) عرصہ ۵ سال سے کام سیکھنا ہوگا۔ (۲) مختلف کام سکھائے جائیں گے مثلاً سوئی مشین و دیگر اشیاء کی مرمت۔ انجن ڈرائیوری۔ نکل پالش۔ ڈھلائی وغیرہ جن کے ذریعہ انسان معقول روزگار پیدا کر سکتا ہے۔ (۳) بچوں کے اخراجات خوراک و لباس کا کفیل کارخانہ ہوگا۔ (۴) علاوہ کام سکھانے کے پڑھائی کا بھی انتظام ہوگا۔ (۵) بچے کی عمر ۹ سال سے کم اور ۱۵ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے (۶) ہمراہ درخواست امیر یا سیکرٹری مقامی جماعت کا سارٹیفکیٹ ضروری ہے۔ (۷) ہر ایک بچہ کے لئے ضامن کا ہونا ضروری ہے۔ جو اس عرصہ میں کام چھوڑنے کی صورت میں گذشتہ خرچ کا ذمہ دار ہوگا۔ تمام درخواستیں ۱۵ر اگست تک بنام **مینیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب** پہنچ جانی چاہئیں۔ تمام سکرٹری صاحبان اپنی جماعت کے یتامیٰ...

نوٹس

نارتھ ویسٹرن ریلوے

آنے والے عشرہ محرم کی چھٹیوں میں جو مسافر نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ایک سو میل سے زائد ایک طرف کا سفر کریں گے۔ ان کے لئے واپسی کے ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ جو ۱۵ر ماہ جولائی سے لے کر ۲۱ر جولائی تک مل سکیں گے۔ جس میں اوّل و آخر دو نو تاریخیں شامل ہیں۔ یہ ٹکٹ ۲۷ر جولائی ۱۹۲۶ء تک کام آسکیں گے۔ ان واپسی ٹکٹوں کی شرح کرایہ حسب ذیل ہو۔ اوّل و دوم درجہ کے ٹکٹ ایک طرف پورے اور دوسری طرف کے تہائی کرایہ پر۔ درمیانہ درجہ کے ٹکٹ ڈیوڑھے کرایہ پر۔ باستثنائے کالکا و شملہ سیکشن کے جس پر سفر کرنیوالے مسافروں سے ایک طرف کا پورا اور تہائی کرایہ وصول کیا جائیگا۔

دفتر ہیڈ کوارٹر لاہور
مورخہ ۴ر جون ۱۹۲۶ء

ڈی۔ ایچ بوتھ
ایجنٹ صاحب بہادر

ممالک غیر کی خبریں

—— پیرس ۲ جولائی - ہیورے سے ایک ایکسپریس گاڑی پیرس کو جا رہی تھی - کہ پاز ... کے مقام پر یہ گاڑی پٹڑی سے نیچے اتر گئی - ۳۰ اشخاص ہلاک اور ۶۰ مجروح ہو گئے - سخت اندھیرے نے اس حادثہ کی شدت کو دگنا کر دیا - طوفان نے تار کے کھمبوں کو تباہ و برباد کر ڈالا تھا - اس لئے امداد بھی طلب نہ کی جا سکی ۔

—— قاہرہ ۲ جولائی - حکم ہوا ہے - کہ محمل شریف کو جدہ سے واپس لے آئیں - کیونکہ حکومت حجاز اور امیر الحجاج مصر کے درمیان دوبارہ تقسیم خیرات و تحائف نا اتفاقی ہو گئی ہے - معلوم ہوتا ہے - کہ بدوی شیوخ نے حسب معمول بہت بڑا حصہ طلب کیا تھا - لیکن امیر الحجاج نے صرف ۱۰ ہزار پونڈ دیئے اور ۲۰ ہزار پونڈ تا حکم ثانی رکھ لئے ۔

—— قاہرہ - ۲۹ جون - اخبار "المقطم" لکھتا ہے - کہ وزیر معدلت نے انگریز جج کرشا کا استعفا ۲ جولائی سے جب کہ ان کی رخصت ختم ہوتی ہے - منظور کر لیا ہے - ورنہ جج صاحب حقوق پنشن سے محروم ہو جائیں گے ۔

—— پادانگ یکم جولائی - جس وقت زلزلہ کی وجہ سے شہر پادانگ تباہ ہوا - اس وقت نہایت ہی المناک مناظر دیکھنے میں آئے - اس وقت ۳۰۰ آدمیوں کے اتلاف کا اندازہ کیا گیا ہے - لیکن مصیبت زدہ رقبہ میں پوری تلاش جاری ہے ایک ریلوے ٹرین اسٹیشن سے چلی - تو اس پر اسٹیشن کی چھت آ پڑی جس سے پوری ٹرین دب کر تباہ ہو گئی ۔

—— بلگریڈ ۲ جولائی - شہر کے زیریں علاقوں میں تباہ کن تلاطم و امواج برپا ہیں - بہت سے دیہات تباہ و برباد ہو گئے - اور بڑا سخت نقصان ہوا ہے - ڈینوب میں اس قدر طغیانی ہے کہ گذشتہ صدی میں اس کی نظیر نہیں ملتی - سرویہ کے سب سے زیادہ زرخیز علاقے کی فصلوں کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لئے ۱۵ ہزار سپاہی شبانہ روز محنت شاقہ سے کام کر رہے ہیں ۔

—— برلن ۲ جولائی - بلغاریہ میں طغیانیوں - زلزلوں اور طوفانوں کے باعث محشر انگیز نقصان ہوا ہے - چڑھے ہوئے دریاؤں کے ریلے پلوں اور گوداموں کو بہا کر لے گئے ۔

—— جمعیتہ مرکزیہ خلافت کو حاجیوں کے جہاز دارا سے بذریعہ لاسلکی ایک پیغام موصول ہوا ہے - جس میں بیان کیا گیا ہے - کہ اس سال کے حج میں سخت بدنظمی تھی - کثیر التعداد حاجی مناسب قیام پذیر نہ ہو سکے - بعض تو سواری کے نہ ملنے یا اونٹوں کے کرایہ کی شرح میں غیر معمولی اضافہ ہو جانے کے باعث حج بھی نہ کر سکے - حفظان صحت کا انتظام ناقص تھا - نجدی ساربان اپنے اونٹوں کو اس بے دردی کے ساتھ ہانکتے تھے - کہ متعدد افراد اونٹوں کے پاؤں تلے کچلے گئے - مدینہ کے کرایہ کی شرح بھی بڑی حد تک بڑھا دی گئی ۔

—— پیرس ۳ جولائی - اخبار "طان" رقمطراز ہے - کہ امیر محمد بن عبد الکریم اور ان کے قریبی رشتہ دار جزیرہ مدغاسکر کو جلاوطن کر دیئے جائیں گے - جہاں امیر موصوف کے ساتھ عزت کا سلوک کیا جائے گا - جس میں نہ سختی ہو گی نہ مروت ۔

—— رگبی ۷ جولائی - دار العوام میں ایک سوال کے جواب میں بتلایا گیا - کہ یکم مئی سے اس وقت تک دس لاکھ بارہ ہزار ٹن کوئلہ غیر ممالک سے انگلستان میں مختلف تاجروں نے منگایا ہے ۔

—— لنڈن ۴ جولائی - (انگلشمین کا خاص تار) لارڈ لائڈ نے حکومت مصر کو ایک نوٹ لکھا ہے - جس میں تحریر ہے کہ چونکہ حکومت نے جج کرشا کے استعفا کو جو انہوں نے سیاسی جرائم قتل کے مقدمہ کے فیصلہ کی وجہ سے بطور احتجاج داخل کیا تھا منظور کر دیا - اور اس طرح جج صاحب مذکور کو حق پنشن سے محروم کر دیا گیا - لہذا حکومت مصر کا یہ طرز عمل ہماری بلی اور ہمیں سے میاؤں کا مصداق ہے ۔

—— بغداد ۷ جولائی - منگل کی رات کو مسٹر ایمن کا اہم کا انجینیر مسٹر - اے - بی - ایلیٹ کا زخموں کی وجہ سے انتقال ہو گیا - جس وقت ان کا طیارہ آندھی کی وجہ سے صرف ۵۰ فٹ کی بلندی پر اڑ رہا تھا - اس وقت کسی بدوی عرب نے طیارہ پر گولی چلائی تھی - جس سے متوفی انجنیر مجروح ہو گیا تھا ۔

ہندوستان کی خبریں

—— گورنمنٹ پنجاب کے وزیر مالیات سر جان مینارڈ تقریباً تینتالیس سال کی طویل ملازمت کے بعد یکم جولائی کو اپنے عہدے سے ریٹائر ہو گئے - اور شملہ سے براستہ بمبئی انگلستان تشریف لے گئے - سر جان مینارڈ ۱۸۸۳ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے تھے - اور اس عرصہ میں مختلف جلیل القدر عہدوں پر مامور رہے - سر جیفری مونٹ مورنسی نے آپ سے اس عہدہ جلیلہ کا چارج لیا ہے ۔

—— نینی تال میں یو پی کونسل کے اجلاس میں گورنمنٹ کی طرف سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا گیا کہ "وچتر جیون" کے مصنف پنڈت کالی چرن ایڈیٹر آریہ مسافر پر مقدمہ چلانے کا گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے ۔

—— اخبار آریہ ویر اور سدرشن چکر کے جن کارکنوں پر مقدمات چلائے گئے تھے گو انہوں نے معافی مانگ لی اور خود کو عدالت کے رحم پر چھوڑ دیا - مگر عدالت نے پنڈت مہرچند ایڈیٹر آریہ ویر کو ۳۰۰ روپیہ اور پنڈت لوکناتھ اور لالہ متھراداس ایڈیٹر سدرشن چکر کو ایک ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دے دی ۔

—— امرتسر ۸ جولائی - معلوم ہوا ہے - کہ مسٹر کیوسب ڈویژنل افسر قصور کو حال کے فسادات کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے راولپنڈی کا اسپیشل مجسٹریٹ مقرر کیا گیا ہے ۔

—— مسٹر او گلوی ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایڈیٹر سیاست کے نام یہ حکم جاری کیا ہے - کہ چونکہ سیاست اخبار کے ۱۹ جون کے پرچہ میں راولپنڈی کے فساد کے متعلق مضمون سے امن عامہ میں نقص پڑنے کا اندیشہ ہے - اس لئے میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں - کہ دو ماہ تک راولپنڈی کے فساد کے متعلق کچھ نہ لکھا جائے ۔

اس کے جواب میں ایڈیٹر سیاست سید عنایت شاہ سیاست کی ایڈیٹری سے دو ماہ کے لئے علیحدہ ہو گئے ہیں - تاکہ سیاست ہر مسئلہ پر آزادی سے رائے زنی کر سکے - کیونکہ اس حکم کا اطلاق محض ان پر ہے ۔

—— لکھنو ۹ جولائی - آج لکھنو کے مسلمانوں نے اس واقعہ پر اظہار ماتم کیا - کہ سلطان ابن سعود نے حجاز میں مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کی - اور انہیں منہدم کرا دیا - شہر کی تمام مسجدوں میں دعائیں مانگی گئیں - کہ جلد تر حجاز میں نجدی حکومت کا خاتمہ ہو جائے - شام کو پہلے اہل سنت جماعت کا جلوس نکلا - اسکے بعد شیعہ مسلمانوں کا جلوس نکلا - اودھ کے شاہی خاندان کے بقیۃ السیف مع بیگم سر برآوردگان شہر نہ صرف اس جلوس میں شریک تھے بلکہ علم اٹھائے ہوئے تھے - شیعہ حضرات چھاتی پیٹ پیٹ کر ماتم کر رہے تھے - جلوس امام باڑہ میں پہنچ کر ختم ہوا ۔

—— حیدرآباد (سندھ) ۸ جولائی - میرن نامی ڈاکو کو جس نے گذشتہ چند ماہ کے اندر سندھ میں متعدد ڈاکے ڈالے تھے - اور جسے بڑی بڑی مشکلوں سے گرفتار کیا گیا - ۲۸ سال قید با مشقت کی سزا ملی ہے اس کے ساتھیوں کو بھی ۷ سال سے لے کر ۲۸ سال تک کی سزائیں ملی ہیں

—— کلکتہ ۹ جولائی - بنگال کونسل میں "یونین بورڈ" کے التوا کا ریزولیوشن نیز بچھڑے اور جوان گایوں کے ذبح کرنے کی ممانعت کا جو ریزولیوشن پیش ہونے والا تھا - وہ نہ پیش ہو سکا ۔

(منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)